قرآن کریم کے بیان فرمودہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی تاکید

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ○ (المدثّر: ۴۳ تا ۴۸)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

ان آیات سے پہلے جنتوں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنّتی دوزخ میں جانے والوں سے سوال کریں گے مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ تمہیں جہنم کی طرف کیا چیز لے گئی؟ تو وہ جواب میں تین باتیں کہیں گے جن کا یہاں ذکر ہے اور وہ تینوں باتیں اصولی ہیں اور انسان کی ساری زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

دوزخی جواب میں کہیں گے کہ وہ جہنمی اس لئے بنے کہ وہ ”صلوٰۃ“ ادا نہیں کرتے تھے اور دوسرے یہ کہ وہ مسکین کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ وہ اُسے کھانا نہیں دیتے تھے اور تیسرے یہ کہ وہ اپنا وقت ضائع کیا کرتے تھے۔ مجلسوں میں بیٹھ کر بے حکمت باتیں کرتے رہتے تھے اور یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو وقت عطا کیا ہے اور زندگی دی ہے اس کی بڑی

قیمت ہے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیئے اور یہ سارے گناہ وہ اس لئے کرتے تھے کہ انہیں یقین تھا یہی ورلی زندگی ہے۔ موت کے ساتھ ان پر حقیقی فنا آ جائے گی اور انہیں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا پڑے گا اس لئے دلیری کے ساتھ وہ یہ باتیں کیا کرتے تھے۔

پہلی بات یہ ہے کہ وہ صلوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اس میں ایک تو وہ فرض نماز بھی آتی ہے جس کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو پانچ وقت مسجد میں اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نماز ادا کی جائے اور خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جائے کیونکہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریات: ۵۷) کی رو سے اللہ تعالیٰ نے اپنا عبد بننے کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ نے انسان کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان کو پیدا کرنے کا یہی بنیادی مقصد ہے تو انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا عبد بنے۔ چنانچہ دوزخی یہ کہیں گے کہ انہیں پیدا کیا گیا تھا کہ وہ خدا کے عبد بنیں، اس سے تعلق پیدا کریں دعا کے ساتھ اور خدا کے حضور عاجزانہ جھک کر۔ لیکن خدا کا عبد بننے کی بجائے وہ اپنے نفس کا عبد بن گئے۔ شیطانی وساوس کا عبد بن گئے یا شیطان کے چیلے بن گئے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی پرواہ نہیں کی، اس کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ خدا کے قرب کی راہوں کو انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ انہوں نے خدا سے تعلق پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس کے لئے انہوں نے کوئی مجاہدہ نہیں کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خدا سے دور ہو گئے اور اس کے غضب اور قہر کی جہنم کے وارث بن گئے۔ پس پہلا بنیادی فرض انسان پر اس حق کی ادائیگی ہے جس کو ہم عام طور پر حقوق اللہ کہتے ہیں لیکن یہ بات ہمیں ہر وقت یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ تو کسی کا محتاج نہیں، اسے کسی انسان یا کسی اور ہستی یا وجود کی احتیاج سرے سے ہے ہی نہیں، اس لئے کہ وہ کامل قدرتوں والا اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ اس کے سامنے کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں۔ دنیا کی ہر چیز خدا کے مقابلے میں مرے ہوئے کیڑے کی حیثیت نہیں رکھتی۔ پس جب ہم حقوق اللہ کی ادائیگی کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اگر ہم ان حقوق کو ادا نہیں کریں گے تو خدا کو نقصان پہنچے گا۔ خدا کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ وہ تو غنی اور صمد ہے اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ اس کا

مطلب تو صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندہ کو پیدا کیا تھا بندہ بننے کے لئے خدا تعالیٰ کا عبد بننے کے لئے یہ خدا تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ اس نے اپنے کلام میں فرمایا کہ یہ میرے حق ہیں تم ان کو ادا کیا کرو۔ دراصل یہ اس کے حقوق نہیں یہ تو ہمارے ہی حقوق بنتے ہیں تا کہ ہم اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکیں یعنی جو مقصود ہے وہ انسان کی خود اپنی ہی ذات سے تعلق رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا چونکہ تمہاری ذات نے اس مقصد کے حصول کے بعد میرے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہے اس لئے میں اسے اپنا حق قرار دے دیتا ہوں۔

غرض پہلی بات دوزخیوں نے جواب میں یہ کہی کہ جب ان سے پوچھا گیا تمہیں کیا چیز جہنم کی طرف لے گئی تو جواب میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بندہ بننے کے لئے اور اپنے قرب کی راہوں کو اختیار کرنے کے لئے اور اپنی صفات کا مظہر بننے کے لئے انہیں پیدا کیا تھا اور انتہائی مہربانی سے اسے خدا تعالیٰ نے اپنا حق قرار دیا تھا حالانکہ فائدہ سارے کا سارا اس کے بندہ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو کوئی فائدہ بندہ نہیں پہنچا سکتا۔ جو کچھ فائدہ پہنچتا ہے وہ خدا سے بندہ کو پہنچتا ہے لیکن اس قدر پیار کرنے والے خدا کی انہوں نے پرواہ نہیں کی اور قرب کی راہوں کو اختیار کرنے کی بجائے اس سے دوری کی راہوں کو اختیار کیا اور اس کا عبد بننے کی بجائے غیر اللہ کا عبد بننے کی کوشش کی اور آج وہ اس کا نتیجہ بھگت رہے ہیں اور انہیں جہنم کی سزا مل رہی ہے اور اصل جہنم تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کے قہر کی آگ کسی بدقسمت انسان پر بھڑکے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر ایک آدمی کو محفوظ رکھے۔

دوزخی دوسری بات یہ کہیں گے کہ جو دوسرے بندوں کے حقوق تھے وہ انہوں نے ادا نہیں کئے۔ مسکین کے معنے لغتِ عربی میں ایسے شخص کے بھی ہیں جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو بالکل کنگال ہو اور مسکین کے معنے ایسے شخص کے بھی ہوتے ہیں جس کے پاس کچھ تو ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ جو اس کے اہل وعیال کے لئے کافی ہو سکے اور مسکین کے معنی ایسے شخص کے بھی ہوتے ہیں جسے دنیا ذلیل اور حقیر سمجھ رہی ہو۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اعلان کیا ہے کہ قرآن کریم کا نزول انسانی عزت اور شرف کے قیام کے لئے ہے تو دوزخیوں نے جواب میں کہا کہ قرآن کریم اس لئے آیا تھا کہ انسان کی عزت اور اس کا شرف قائم کیا جائے اور اس کو نظر انداز کرنے کا

مطلب تو یہ ہی ہوتا ہے کہ گویا انسان خود بھی ذلیل ہو جائے کیونکہ یہ تو ایک چکر ہے جو چلے گا۔ اگر زید بکر کی عزت نہیں کرے گا تو بکر زید کی بھی عزت نہیں کرے گا۔ بہرحال یہ اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والے فلسفہ اور اخلاقیات کا ایک علیحدہ مضمون ہے۔ پس قرآن کریم کی ہدایت یہ بتا رہی تھی کہ خدا اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ ہر انسان کی عزت اور شرف کو قائم کیا جائے اور قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس ساری کائنات کو سارے انسانوں کی بہبود اور فلاح کے لئے پیدا کیا گیا ہے مثلاً گندم ہے اسے ہم نے اس موسم میں بویا ہے یا کچھ بوئی جا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اگر ہماری کوشش میں برکت ڈالے اور اس کے نتیجہ میں ہمارا ملک گندم میں خود کفیل ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ ہمارے ملک کے ایک حصے کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ گندم پیدا کی ہے بلکہ اس میں پاکستان کے سارے شہری حق دار ہوں گے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذّٰریات:۲۰)

پس دوزخیوں نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز پر انسان کے لئے، اس کی فلاح کے لئے، اس کی بہبود کے لئے، اس کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے، اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے، اس کی قوتوں کی نشوونما کے لئے اور اس کی ترقیات کے لئے پیدا کی تھی لیکن وہ غاصب بن گئے اور خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں جو غیر کا حق تھا اس کو بھی انہوں نے اپنا بنا لیا اور دوسرے لوگوں کو محروم کر دیا اور یہ خیال نہ کیا کہ اس دنیا میں انسان انسان میں فرق کرنے کی بہت سی حکمتیں ہیں جنہیں قرآن کریم نے دوسری جگہ بیان کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ نظر آتا ہے کہ کچھ گندم پیدا کرنے والے اور کچھ گندم کے مالک بن جانے والے اور کچھ کپڑا بنانے والے اور ان کے مالک بن جانے والے اسلام کی تعلیم کے مطابق یہ سارے پھر بانٹ کے کھانے والے ہیں۔ غرض دوزخیوں سے سوال یہ تھا کہ تمہیں دوزخ کی طرف کیا چیز لے گئی تو انہوں نے کہا کہ انہیں دوزخ کی طرف لے جانے والی دوسری چیز یہ تھی کہ انہوں نے انسان کے حقوق غصب کئے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی بَرتی۔

دوزخیوں نے تیسری بات یہ کہی اور یہ دراصل پہلی دو باتوں کی بنیاد بنتی ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق کا بھی خیال نہیں رکھا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں زندگی دی، طاقتیں دیں، صحت

دی، وقت دیا اور یہ چاہا کہ وہ معمور الاوقات رہیں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہ جائے اور اس کے ضیاع سے نقصان نہ پہنچے لیکن انہوں نے اپنے اوقات کو کار پر لگانے کی بجائے نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِيْنَ بے حکمت اور لغو باتوں پر خرچ کیا اور اس طرح اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کر کے خود اپنی Personality (شخصیت)، اپنے وجود، اپنی ہستی کو نقصان پہنچایا۔ اگر خدا تعالیٰ کی نعمت سے پورا فائدہ اٹھاتے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں پوری قربانیاں دینے کے قابل ہو جاتے لیکن انہوں نے نہ خدا کا حق ادا کیا نہ انسان کا حق ادا کیا اور نہ ہی اپنے نفس کا حق ادا کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے انہیں جہنم میں ڈال دیا۔ یہ وجہ بن گئی ان کے جہنم میں آنے کی۔ خدا تعالیٰ اسی سورت میں آخر میں فرماتا ہے۔ بیچ میں دوسری آیتیں ہیں میں ان کو چھوڑتا ہوں یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ میں صرف ایک ٹکڑے کو لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (عبس:۱۲) قرآن کریم ایک نصیحت ہے۔ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (عبس:۱۳) جو چاہے نصیحت حاصل کرے ہر شخص آزاد ہے۔ یہ آزادی خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک کامل تعلیم اور کامل شریعت انسان کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ انسان پر جبر نہیں کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ نہیں فرمایا کہ تیرے لئے اس کا انکار ممکن ہی نہیں بلکہ فرمایا تیرے لئے اس عظیم تعلیم کا انکار اور اس سے بے اعتنائی برتنا ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کسی شخص کو ہدایت دینا یا نہ دینا یہ خدا کا کام ہے۔ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (المدثر: ۵۷) خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نیکی کی باتیں بھی بتائیں اور نیکی اور تقویٰ کی راہیں بھی انسان پر کھولیں اور ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ مثلاً ایک ہے خرچ کرنا اور ایک ہے دوسروں پر خرچ کرو۔ اور ''ان کا حق ادا کرو۔'' اور یہ حکم ہے لیکن کن راہوں پر چل کر صحیح خرچ ہوسکتا ہے یہ خدا تعالیٰ نے بتادیا ہے۔ تقویٰ کی راہوں کی تعیین بھی خدا تعالیٰ نے کردی ہے اور اگر انسان اپنی بشری کمزوری کے نتیجہ میں بھٹک جائے تو مغفرت اور توبہ کے سامان بھی اس کے لئے پیدا کردیئے گئے ہیں۔ اس بیان کو تعلق باللہ پر ختم کیا۔ فرمایا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا، اس کے حقوق کی ادائیگی کرنا، انسانوں کا خیال رکھنا، ان کے حقوق کی ادائیگی کرنا، اپنے نفس کی طاقتوں کو ضائع نہ کرنا، خود اپنے نفس کا

خیال رکھنا، اپنے نفس کی صحیح نشوونما کرنا، خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو اختیار کرنے کے قابل ہو جانا، یہ طاقت ہونا کہ انسان اپنے دائرہ استعداد کے اندر نیکیوں میں بڑھتا چلا جائے یہ سب کچھ اپنے زور کے ساتھ تو نہیں ہوسکتا۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خدا تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ قوت اور طاقت حاصل نہ کی جائے کیونکہ خدائے قادر وتوانا جو تقویٰ والا ہے جس نے تقویٰ کی راہیں معین اور واضح کر دیں اسی سے ہدایت مانگنی ہے کہ اے خدا! ہمیں بھٹکنے نہ دے اور جب انسان بھٹک جائے اور اس سے بشری کمزوری سرزد ہو جائے تو اس صورت میں صرف خدا کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے کہ اے خدا! مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اس کے بغیر تو انسان کی نجات ممکن نہیں۔

پس جو لوگ جنت میں گئے ان کا بھی یہاں ذکر آ گیا یعنی جب دوزخیوں کا ذکر آ گیا کہ انہوں نے یہ کام نہیں کئے تو جنتیوں کا خود بخود آ گیا کہ انہوں نے یہ کام کئے لیکن انہوں نے اپنے زور کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے نتیجہ ہی میں وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔ اس لئے انسان کو یہ چاہیئے کہ جس مقصد کے لئے وہ پیدا ہوا ہے اس میں کامیاب ہونے کی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ کے حقوق جو خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کئے ہیں ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ رہے۔ ہر انسان کی عزت اور شرف کا خیال رکھے اور ہر انسان کا حق ادا کرنے کے لئے بشاشت کے ساتھ ہر وقت تیار رہے اور اپنے نفس کو بھی کبھی نہ بھولے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (صحیح بخاری کتاب الصوم) کہ تیرے نفس کے بھی حقوق ہیں اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے جب تک کوئی شخص اپنے نفس کے حقوق ادا نہیں کرتا اور صحیح راہوں پر چل کر اپنے نفس کی نشوونما نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ نے اسے جو قوتیں اور استعدادیں دی ہیں ان میں صحت مند نشوونما نہیں ہوتی اس وقت تک نہ وہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرسکتا ہے اور نہ بندوں کے حقوق ادا کرسکتا ہے۔

پس ہمیں ہمیشہ دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے ہمیں پیدا کیا ہے اس کو پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا کرے اور ہم صحیح معنوں

میں خدا کے بندے بن جائیں۔ ہماری زندگی میں ہمارے ہر فعل میں خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے دنیا کو نظر آئیں اور ہمارے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے ان کی جزا ہمیں عطا فرمائے۔(آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴؍جنوری ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۴)

۞۞۞